بجٹ تقریر 2011-12 ء

ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ
وفاقی وزیر برائے خزانہ، مالیات،اقتصادی امور، شماریات
اور منصوبہ بندی و ترقی

قومی اسمبلی 3 جون 2011ء

❍☆❍☆❍

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ❍

☆☆☆☆

حصہ اول

تعارف۔ فعال جمہوریت

میڈم سپیکر!

1۔ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتدا کر رہا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ میں اس تاریخی پارلیمنٹ میں جمہوری حکومت کا چوتھا بجٹ پیش کرنے کی ذمہ داری پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ یہ بجٹ پیش کر کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو شہید ذوالفقار علی بھٹو اور جناب لیاقت علی خان کے بعد پاکستان کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ تک مسلسل وزیراعظم رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا ہے۔ یہ ہمارے ملک کی سیاسی قیادت، صدر آصف علی زرداری اور تمام بڑی سیاسی جماعتوں کی

قیادت کے لیے ایک اعزاز ہے۔

2۔ یہ ایک تاریخی پارلیمنٹ ہے۔ یہ عوامی امنگوں کی عکاس ہے۔ اس نے پارلیمانی بحث کے اعلیٰ معیار قائم کیے ہیں۔ اس نے اپنی ذمہ داریاں باوقار انداز میں نبھائی ہیں۔ اس نے تاریخ ساز قوانین کی منظوری دی ، اس نے وفاق کو مضبوط بنایا، اس نے تاریخی ناانصافیوں کا ازالہ کیا ، اس نے صوبوں کو بااختیار بنایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس پارلیمنٹ نے آئین بحال کیا ہے۔

3۔ پاکستان کا موجودہ آئین 1973ء میں شہید ذوالفقار علی بھٹو اور اس وقت کے قومی رہنماؤں نے تشکیل دیا۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک تابناک لمحہ تھا جس نے ہم سب کو یکجا کر دیا۔ اس آئین پر 1977 میں شب خون مارا گیا اور ہمیں اس آئین کو اپنی اصل صورت میں بحال کرنے میں 32 سال کا عرصہ لگا۔ یہ قومی فرض اسی پارلیمنٹ نے ادا کیا۔ ہم اپنے عوام کی امنگوں پر پورا اترنے والوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہم صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنھوں نے رضاکارانہ طور پر اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو دیے۔ قائد ایوان وزیراعظم یوسف رضا گیلانی اور قائد حزب اختلاف چوہدری نثار علی خان بھی مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے پارلیمان کی بالادستی قائم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آئین کی بحالی ایک اور روشن لمحہ تھا۔ ہم ایک بار پھر یکجا ہو گئے اور ایک نیا پاکستان ابھرا۔ یہ ایک نیا آغاز تھا۔

میڈم سپیکر!

4۔ ہم جب بھی متحد ہوئے ہم نے اپنی کامیابیوں سے دنیا کو حیران کر دیا۔ 1947 میں جب ہم متحد ہوئے تو ہم نے تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے یہ ملک حاصل کر لیا۔ 1965 میں جب ہمارے ملک پر حملہ ہوا تو ہم متحد ہو گئے اور جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ جب 1998 میں ہم اپنے ملک کے تحفظ کے لیے متحد ہوئے تو ہم نے دنیا کے سامنے اپنی سائنسی صلاحیتوں کو منوا لیا۔ 2005 کے ہولناک زلزلے اور 2010 کے بڑے سیلاب نے ہمیں پھر یکجا کر دیا اور ہماری

استقامت اور فیاضی کا مشاہدہ پوری دنیا نے کیا۔

5۔ آج کا پاکستان وہ پاکستان ہے جس میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے۔ اس نئے پاکستان میں مفاہمت کی سیاست ، اختیارات میں توازن ، افہام و تفہیم، عوامی رائے کے بھرپور اظہار، مل کر آگے بڑھنے اور اتفاق رائے پیدا کرنے جیسی مثبت روایات زندہ ہیں۔ یہ نیا پاکستان عدالتوں، پارلیمنٹ، ذرائع ابلاغ، تاجر برادری، سول سوسائٹی اور سب سے بڑھ کر پاکستان کے عوام کے سامنے جوابدہی کا پاکستان ہے۔ عدلیہ آئین کی تشریح کرنے، حکومتی کارکردگی پر نظر رکھنے اور انصاف کی فراہمی کے لیے مکمل طور پر آزاد ہے۔ ذرائع ابلاغ کو رپورٹنگ، تبصرے اور تنقید کی آزادی حاصل ہے۔ صوبائی حکومتوں کو نہ صرف زیادہ ذمہ داریاں دی گئی ہیں بلکہ ان کو زیادہ وسائل بھی فراہم کیے گئے ہیں۔ پارلیمانی کمیٹیاں حکومتی کارکردگی کی نگرانی اور محاسبہ کر رہی ہیں۔ سٹیٹ بنک، سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن اور Competition Commission جیسے مالیاتی اداروں کو غیر معمولی خودمختاری حاصل ہے، اُنہیں مالیاتی پالیسی وضع کرنے، مالیاتی شعبہ کو چلانے ، اجارہ داریوں (Monopolies) کو روکنے کے مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ PTA، NEPRA اور اوگرا جیسے ریگولیٹری ادارے حکومتی مداخلت کے بغیر اپنا کام کر رہے ہیں۔قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کو Public Accounts Committee کا چیئرمین بنا کر اس حکومت نے اپوزیشن کے ساتھ مل کر کام کرنے کا ایسا قدم اٹھایا جس کی پارلیمانی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ وہ اپنا کردار نہایت ذمہ داری اور جوش و جذبے کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ یہ ایک نئے پاکستان کی وہ بنیاد ہے جس پر ہم سب کو فخر ہے۔

میڈم سپیکر!

6۔ تاہم اب بھی سخت محنت کی ضرورت ہے۔ ہمیں جمہوریت کو مستحکم ہونے کا موقع دینا ہے۔ ہمیں ہر حال میں اپنی آزادی کا تحفظ کرنا ہے۔ ہمیں اپنے اداروں کو مضبوط بنانا ہے۔ ہمیں ایسا

ٹھوس طرز حکمرانی وضع کرنا ہے جو لوگوں کی خدمت کے لئے ہو۔ میڈم سپیکر! مجھے اعتماد ہے کہ سخت محنت کر کے تبدیلی کی محفوظ بنیادیں رکھ دی جائیں گی۔

ہمیں ورثہ میں ملنے والی معیشت

میڈم سپیکر!

7۔ آیئے ! ہم 2008 کی اقتصادی صورتحال کو تصور میں لائیں جب اس ایوان اور حکومت نے ملکی معاملات سنبھالے تھے۔ میرے دوست سینیٹر اسحٰق ڈار صاحب جو اس حکومت کے پہلے وزیرخزانہ تھے، نے ورثہ میں ملنے والی اقتصادی صورتحال اور درپیش خطرات کی بجا طور پر نشاندہی کی تھی۔ ان کے الفاظ تھے :

> ’’اقتصادی بد انتظامی کے نتیجہ میں 558ارب روپے کے اضافی اخراجات ہوچکے ہیں اور اگر حکومت نے اصلاحی اقدامات نہ کئے تو جون 2008 تک مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 9.5 فیصد تک پہنچ جائے گا۔‘‘

8۔ 2007ء تک تیل کی قیمتوں میں اضافے، سیکیورٹی پر اخراجات اور ناکام پالیسیوں نے ایک شدید بحران کی راہ ہموار کر دی تھی۔ ملک میں Structural اصلاحات کی بجائے Consumption Boom پر توجہ دینے کی وجہ سے 2001ء میں قرضوں کی Rescheduling اور کامیاب نجکاری سے حاصل ہونے والے مالیاتی فوائد کو ضائع کر دیا گیا۔ 2006ء سے افراطِ زر کی شرح مسلسل Double Digit میں چلی آ رہی ہے اور ایک وقت پر تو یہ 25 فیصد کی خطرناک سطح تک جا پہنچی تھی جو شاید تاریخ کی بلندترین سطح تھی۔ آمدنی بڑھنے کی رفتار سست پڑ چکی تھی۔ مالیاتی خسارہ 7.6 فیصد تک جا پہنچا تھا اور External Current Account Deficit 8.5 فیصد تھا۔ زرِمبادلہ کے ذخائر 16 ارب سے کم ہو کر 6 ارب ڈالر ہو گئے تھے اور روپے کی قدر میں تیزی سے کمی کے باعث زرِمبادلہ کے ذخائر میں مزید کمی ہوتی نظر آ رہی تھی۔

9۔ صدر آصف علی زرداری اور وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی حکومت کو 8 مارچ 2008ء کو کمزور معیشت، ادائیگیوں کے توازن کا شدید بحران اور شدید مالیاتی دباؤ ورثے میں ملے۔ حکومت کے پاس آئی ایم ایف سے رجوع کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ افراطِ زر سے نمٹنے اور بیرونی و مالیاتی استحکام کو یقینی بنانے کی خاطر زرمبادلہ کے ذخائر میں استحکام کے لیے آئی ایم ایف سے 11.1 ارب ڈالر کی درخواست کی گئی۔ اور سخت مالیاتی اور زری پالیسیاں اپنائی گئیں۔

10۔ حکومتی کوششوں کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے۔ افراط زر اعتدال پر آ گئی اور Growth کی بحالی شروع ہو گئی۔ مالیاتی خسارہ کم کیا گیا اور نئی غریب دوست سکیمیں شروع کی گئیں۔ ملکی وسائل میں اضافے، نجی شعبہ میں ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا کرنے، توانائی کے بحران کو حل کرنے اور Subsidies کے حوالے سے بہتر اہداف کے تعین جیسے شعبوں میں ہمیں بہتر نتائج کی ضرورت تھی۔

میڈم سپیکر!

11۔ ان تمام مشکلات کے باوجود ہم نے مالی سال 11-2010 کے بجٹ میں اپنے لوگوں کو ریلیف دینے کے لیے متعدد اقدامات کئے۔ تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کر کے سرکاری ملازمین کو فائدہ پہنچایا گیا۔ قابل ٹیکس آمدنی کی کم از کم حد ایک لاکھ سے بڑھا کر 3 لاکھ روپے کی گئی جس سے کم آمدنی والے 12 لاکھ ٹیکس گذاروں کو فائدہ پہنچا۔ آمدنی پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ کسی بھی چیز پر کسٹم ڈیوٹی نہیں بڑھائی گئی بلکہ عوام پر بوجھ کم کرنے کے لیے 29 اشیاء پر کسٹم ڈیوٹی کم کر دی گئی۔ ٹیکس چھوٹ اور خصوصی مراعات کو ختم کرنے کے لیے سیلز ٹیکس میں جامع اصلاحات تجویز کی گئیں اور سٹاک ایکسچینج میں Short Term Gains کو ٹیکس نیٹ میں لانے کے لیے Capital Gains Tax نافذ کیا گیا۔ اور سب سے اہم یہ کہ مالیاتی خسارے کا ہدف 4 فیصد مقرر کرتے ہوئے افراطِ زر پر قابو پانے کے لیے کفایت شعاری کے ٹھوس اقدامات متعارف کرائے

گئے۔ تنخواہ کے علاوہ وفاقی حکومت کے دیگر تمام اخراجات گذشتہ برس کی سطح پر منجمد کر دیے گئے۔ PSDP کو بھی گذشتہ سال کی سطح پر برقرار رکھا گیا۔ تاہم غریب اور کمزور طبقات کے تحفظ کے لیے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جیسے سماجی تحفظ کے منصوبوں کو توسیع دی گئی۔

12۔ لیکن بجٹ کے فوری بعد پیش آنے والے تین بڑے واقعات نے ہمیں ہلا کر رکھ دیا جن کی تفصیلات میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے جا رہا ہوں۔

میڈم سپیکر!

13۔ اسی دوران ہمارے ملک کو2010 کے ہولناک سیلاب کی صورت میں تاریخ کی سب سے بڑی قدرتی آفت کا سامنا کرنا پڑا۔ عصرِ حاضر میں دنیا نے اتنی بڑی تباہی کہیں دیکھی نہ کسی ملک کو ایسی تباہ کن آفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سیلاب سے ملک کا کوئی حصہ محفوظ نہ رہ سکا۔ اس سیلاب سے شمالی پہاڑی علاقوں سے جنوب میں ساحل سمندر تک ہزار میل کا علاقہ متاثر ہوا۔ چاروں صوبے اس کی زد میں آئے۔ 80 سے زیادہ اضلاع زیر آب آ گئے۔ لوگوں نے اپنے پیاروں کو پانی کی نذر ہوتے دیکھا۔ کسانوں کی چاول اور کپاس سمیت کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔ سیلاب لوگوں کے گھروں کو بہا لے گیا۔ ہماری بہنوں اور بھائیوں کو دن خوف میں اور راتیں کھلے آسمان کے نیچے گذارنا پڑیں۔ سڑکیں، پل، ڈیم، بجلی گھر، کارخانے، آئل ریفائنریز، آبپاشی کا نظام اور دیگر انفراسٹرکچر متاثر ہوا۔ نوشہرہ، چارسدہ، مظفر گڑھ، راجن پور، جیکب آباد، خیر پور ناتھن شاہ، قمبر شہداد کوٹ، جعفر آباد اور ڈیرہ اللہ یار جیسے قصبے یا تو مکمل طور پر زیر آب آ گئے یا ہفتوں تک ملک کے دیگر حصوں سے ان کا زمینی رابطہ منقطع رہا۔

14۔ سیلاب سے معیشت کو ہونے والے نقصان کا اندازہ پانی اترنے کے بعد لگایا گیا۔ اس سے 2 کروڑ افراد متاثر ہوئے۔ 16 لاکھ مکانات کو نقصان پہنچا، 20 لاکھ ہیکٹر اراضی پر کھڑی فصلیں تباہ

ہوگئیں، 3لاکھ مویشی سیلاب کی نذر ہوئے، 25ہزار کلومیٹر طویل سڑکیں تباہ ہوگئیں۔ رسد میں رکاوٹ کے باعث افراط زر میں اضافہ ہوا اور ٹیکسوں کی وصولی متاثر ہوئی۔ نقصان کا مجموعی تخمینہ 10 ارب ڈالر یا 850 ارب روپے کے قریب تھا۔ جبکہ GDP کی نمو میں 2 فیصد کمی آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ متاثرین کی دیکھ بھال کی ضروریات، اُن کی امداد اور بحالی کے لیے وسائل کی فراہمی کے نتیجے میں حکومت پر اضافی مالیاتی دباؤ پڑا اور macro economic framwork پر نظرثانی (Adjust) کرنا پڑی۔

میڈم سپیکر!

15۔ جہاں سیلاب نے ہمیں اُن سخت اقتصادی مشکلات سے دوچار کر دیا جن کے اثرات ایک طویل عرصہ تک محسوس کئے جاتے رہیں گے وہیں ہمارے لوگوں کا حقیقی کردار، عزم، وقار، فیاضی اور اُن کی قوت کا اظہار بھی ہوا۔ بین الاقوامی برادری نے اقوام متحدہ کے ذریعہ اور براہ راست ہماری مدد کی۔ ہماری مدد کرنے والوں میں امریکہ، جاپان، برطانیہ، چین، سعودی عرب، ترکی، متحدہ عرب امارات اور دیگر ممالک شامل تھے۔ ہم اُن سب کے تہہ دل سے شکرگذار ہیں۔ میں اس موقع پر ترکی کی خاتون اول کو خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہماری بہنوں اور بھائیوں کی مدد کے لیے اپنے گلے کا ہار عطیہ کر دیا۔ اگرچہ دوسروں نے بھی مدد کی لیکن پاکستانی شہریوں کی طرف سے اپنے ہموطنوں کی مدد سب سے بڑھ کر تھی۔ انہوں نے اپنے متاثرہ بہن بھائیوں کو اپنے دلوں اور گھروں میں جگہ دی۔ اس موقع پر حکومت، مسلح افواج اور NDMA سمیت اُس کے تمام ادارے، منتخب نمائندے اور سب سے بڑھ کر سول سوسائٹی اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک بار پھر ہم ایک ایسی قوم بن گئے جو دکھ درد بانٹنے اور فیاضی کا مظاہرہ کرنے میں یکجان تھی۔ آیئے ہم اُن لوگوں کو خراج تحسین پیش کریں جو اس وقت ہماری مدد کو پہنچے۔ آیئے ہم اوسلو سے جدہ تک اور ہوسٹن سے ابوظہبی تک کے علاقوں میں مقیم سمندر پار پاکستانیوں کو بھی خراج تحسین پیش کیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کے دل اپنے ہموطنوں کے ساتھ تھے۔ ہم اس قدرتی آفت سے متاثر ہونے والے

پاکستانیوں کی استقامت، حوصلے اور وقار کو سلام پیش کرتے ہیں۔ ہم اُن کی تکلیفوں کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ اور ہم اُن کی مشکلات کو کم کرنے کے لیے جو ہو سکا وہ کریں گے اور اُنہیں اقتصادی دھارے میں واپس لائیں گے۔

16۔ حکومت نے مختلف سطحوں پر سیلاب کی تباہ کاری سے نمٹنے کی کوشش کی۔ متاثرین کی مالی امداد کے لیے 160 ارب روپے کا پروگرام شروع کیا گیا۔ جس کے پہلے مرحلے میں 32 ارب روپے تقسیم کیے گئے، کاشتکاروں کو آسان شرائط پر قرضے اور رعایتی نرخوں پر کھاد اور بیج فراہم کیے۔ اس پیکج کی مالیت 8 ارب روپے ہے۔ سیلاب سے متاثر ہونے والے انفراسٹرکچر کی بحالی اور تعمیر نو کے لیے اربوں روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔

میڈم سپیکر!

17۔ دوسری چیز جس نے ہمیں بری طرح متاثر کیا وہ خام تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں غیر متوقع اضافہ تھا۔ اس سال ہم بین الاقوامی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے سے بھی بری طرح متاثر ہوئے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ تیل درآمد کرنے والے دیگر ممالک کی طرح یہ ہماری معیشت کے لیے بھی ایک خطرہ اور اس کی کمزوری ہے۔ ایشیاء کی تیزی سے ترقی کرتی ہوئی معیشتوں کی طرف سے خام تیل کی طلب میں اضافہ اور بلاشبہ مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں حالیہ صورتحال کے باعث ترسیل میں رکاوٹیں اور غیر یقینی صورتحال نے خام تیل کی قیمتوں کو متاثر کیا۔

میڈم سپیکر!

18۔ خام تیل کی قیمتوں میں اضافہ سے کئی دیگر مصنوعات کے نرخ بھی بڑھ گئے جس سے ہمارے شہریوں کے لیے مشکلات پیدا ہوئیں۔ بجلی کی فراہمی شدید متاثر ہوئی اور معیشت کے استحکام

کو خطرات لاحق ہو گئے۔ حکومت نے کم آمدنی والے طبقہ کے لیے قیمتوں کو کم تر سطح پر رکھنے کی بھرپور کوششیں کیں اور اس کے لیے حکومت کو 50 ارب روپے سے زائد کی قربانی دینا پڑی۔ بدقسمتی سے صرف ضرورتمند کو رعایت دینے کا کوئی اچھا طریقہ موجود نہیں اور امیر بھی اس Subsidy سے فائدہ اٹھا لیتا ہے۔ حکومت کا پیسہ تو Subsidy میں چلا جاتا ہے جس کا فائدہ پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرنے والا غریب ہی نہیں اٹھاتا بلکہ لگژری کاروں کے امیر مالک بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ منصفانہ نظام نہیں۔ ہمیں جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس طرح کی General Subsidies کو ختم کر کے صرف مستحق لوگوں کے لیے Subsidies دینا ہوں گی۔ میں اس موضع کی طرف دوبارہ آؤں گا۔

میڈم سپیکر!

19۔ ہم پر مسلسل منفی اثرات ڈالنے والا تیسرا Factor سیکیورٹی ہے۔ ہمیں اپنے پڑوس میں مشکل صورتحال درپیش ہے۔ ہمارے ملک کی سیکیورٹی کو خطرات کا سامنا ہے۔ ہم اپنے شہریوں کے تحفظ کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ہم جنگ اور دہشت گردی سے متاثر ہیں۔ ہم نے ایک بھاری قیمت ادا کی ہے۔ ہمارے 5 ہزار جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ہمارے 30 ہزار شہریوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دیا۔ یہاں تک کہ خواتین اور بچوں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ ہمارے شہروں، دیہات اور بازاروں میں بم دھماکے ہوئے، سکولوں اور ہسپتالوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ہماری ایف سی اکیڈمی، Intelligence دفاتر، تھانوں، نیوی کی تنصیبات اور یہاں تک کہ GHQ پر حملہ ہوا۔ ہماری، مساجد، بری امام، عبداللہ شاہ غازی کے مزاروں اور داتا دربار کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ میڈم سپیکر! میں اپنی افواج، نیم فوجی دستوں، پولیس اور سب سے بڑھ کر ہمارے عوام کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اُنہیں بتانا چاہتا ہوں کہ قوم آپ کے ساتھ ہے اور ہم آپ کو سلام پیش کرتے ہیں اور یہ کہ اس مشکل گھڑی میں ہمیں متحد رہنا ہے۔

20۔ سکیورٹی کی اس صورتحال سے ہماری معیشت اورعوام کی فلاح و بہبود پر سنگین اثرات مرتب ہوئے۔ اس نے ہمارے انداز فکر کو متاثر کیا۔ اس نے ہمارے کاروباری ماحول، سرمایہ کاری اور اقتصادی نمو کو متاثر کیا۔ نتیجتاً اس سے ہمارے لوگوں کی فلاح و بہبود متاثر ہوئی۔

حکومت کا ردعمل

21۔ ان چیلنجوں سے نپٹنے کے لیے ہماری حکومت نے جو اقدامات کیے اب میں وہ اختصار سے بیان کرتا ہوں۔

- ☆ کفایت شعاری کے اقدامات کے دوسرے مرحلے میں نئی بھرتیوں پر پابندی، سینئر، سرکاری افسران کے پٹرول الاؤنس میں کمی اور دیگر اقدامات کے ذریعے اخراجات میں 20 ارب روپے کی کمی کی گئی۔
- ☆ علاقائی توازن کو برقرار اور منصوبوں کی فوری تکمیل کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی اخراجات میں 100 ارب روپے کی کٹوتی کی گئی۔
- ☆ Untargetted Subsidies کو مزید محدود کیا گیا۔
- ☆ سرکاری شعبہ کے اداروں بالخصوص توانائی کے شعبہ میں اصلاحات پر زور دیا گیا(میں بعد میں اس پر مزید روشنی ڈالوں گا)

وسائل میں اضافہ کے لیے ہم نے مختلف Revenue اقدامات کیے۔

- ☆ سیاسی اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث ہم RGST قانون نہیں لا سکے۔ لیکن اس سے وسائل میں اضافہ کرنے کا ہمارعزم کمزور نہیں ہوا اور سیلز ٹیکس نظام سے ٹیکس چھوٹ اور Zero Rating کوختم کیا گیا۔
- ☆ ریفنڈ کا خود کار نظام قائم کیا گیا۔
- ☆ متاثرین سیلاب کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے صرف ایک بار کے لیے اضافی ٹیکس عائد کیے گئے۔ اس سلسلہ میں انکم ٹیکس کی رقم پر معمولی سرچارج

لگانے کے ساتھ Special Excise Duty میں 1.5 فیصد اضافہ کیا گیا۔ ہم نے FBR میں انتظامی اصلاحات پر بھی کام کیا۔ جس کے نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں اور ٹیکس وصولی کے اہداف حاصل کیے جا رہے ہیں۔(میں بعد میں اس پر بھی تفصیل سے بات کروں گا۔)

میڈم سپیکر!

22۔ نئے مالی سال کے آغاز پر میں پراُمید ہوں کہ گذشتہ تین برس سے درپیش مشکلات میں کمی آ رہی ہے، بحالی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ رواں مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں قابل ذکر پیش رفت برآمدات میں 28 فیصد اضافہ ہوا جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح ترسیلات زر کے Double Digit Mark کو عبور کرتے ہوئے 11.2 ارب ڈالر تک پہنچ جانے کا امکان ہے جو ایک تاریخی بات ہے۔ گذشتہ تین ماہ سے ہر مہینے میں ترسیلات زر ایک ارب ڈالر سے زائد رہیں۔ یہ ایک اور ریکارڈ ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ رواں سال کے آخر تک ادائیگیوں کے توازن کا Current Account Surplus میں ہو گا۔ ان مثبت عوامل کے نتیجے میں ملک میں زرمبادلہ کے ذخائر 17.3 ارب ڈالر کی تاریخی سطح کو چھو رہے ہیں اور روپے کی قدر میں استحکام نظر آ رہا ہے۔

میڈم سپیکر!

23۔ ہماری پالیسیوں سے دیہی علاقوں کو فائدہ پہنچا۔ ہماری حکومت کی طرف سے کاشتکاروں کو اجناس کی بہتر قیمتوں کو یقینی بنانے کے تاریخی فیصلے کے نتیجہ میں دیہی معیشت میں 400 ارب روپے شامل ہوئے۔ جس سے زرعی اجناس کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ مصنوعات کی طلب بڑھنے سے صنعتی پیداوار کی بحالی میں مدد ملی اور خوشحالی آئی لیکن ہمیں یہ فراموش کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے کہ ہمیں مشکل چیلنجز درپیش ہیں اور فی الحال اِن اقدامات سے مطمئن ہو کر سست پڑنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

چیلنجز

میڈم سپیکر!

24۔ معیشت کو استحکام اور طویل المدتی Growth کو بلندیوں کی طرف لے جانے کے لیے کئی مستقل چیلنجوں سے ابھی نمٹنا ہوگا۔ ایک ملک کی حیثیت سے:

☆ ہم گذشتہ 25 سالوں سے سخت مالیاتی مشکلات کا مقابلہ کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں کئی دفعہ IMF کے پروگرام کے تحت کام کرنا پڑا ہے۔

☆ ہماری ترقی کی رفتار(Growth Rate) ہماری ضرورتوں سے کم رہی ہے۔

☆ ہماری معاشی پالیسیوں میں تسلسل کی ضرورت ہے۔

☆ ہمارے سرکاری ادارے بجٹ پر بوجھ اور مارکیٹ کی کارکردگی میں رکاوٹ ہیں۔

☆ ہمارا انتظامی ڈھانچہ سرمایہ کاری اور Competitive Markets کی ترقی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔

میڈم سپیکر!

25۔ جمہوریت کو ان چیلنجوں سے جرأت کے ساتھ نمٹنا چاہیے۔ میں اپنے ساتھیوں پر زور دوں گا کہ وہ ان چیلنجوں سے مقابلے کے لیے آگے بڑھیں۔ ہمیں امداد پر انحصار کو کم کرتے ہوئے اپنے معاشرے کو ترقی دینا ہوگی۔

26۔ پاکستان نوجوانوں کا ملک ہے۔ ہماری آبادی کا 50 فیصد 20 سال سے کم عمر کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ افرادی قوت میں سالانہ 3.6 فیصد کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اس افرادی قوت میں شامل ہونے والے نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لیے ہمیں سالانہ 7 فیصد Growth Rate کی ضرورت ہوگی اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اس Growth Rate کو 10 سال سے بھی زیادہ عرصہ تک برقرار رکھنا ہوگا۔ بدقسمتی سے ہم کبھی بھی Growth Rate کو 3

سال سے زیادہ عرصہ تک 6 فیصد کی سطح سے اوپر برقرار نہیں رکھ سکے۔ مزید برأں ہماری پیداواری صلاحیت میں اضافے کی شرح بھی دیگر ممالک سے بہت کم ہے۔ ہمیں اِن مسائل سے نمٹتے ہوئے پائیدار اور بلند Growth کے دور کا آغاز کرنے کی ضرورت ہے۔

Growth Strategy

میڈم سپیکر!

27۔ ہم ملازمتوں کے حصول اور Growth کو ایک قومی ترجیح بنائیں گے۔

28۔ مقامی صورتحال کا جائزہ لینے اور مختلف Stakeholders کے ساتھ تفصیلی مشاورت کے بعد ہم نے معیشت کی ترقی کے عمل کو تیز کرنے کے لیے حکمت عملی تیار کی ہے۔ حکومت نے منصوبہ بندی کمیشن کو نیا Growth Framwork تشکیل دینے کی ذمہ داری دی جس کے ذریعہ سرمایہ کاری، پیداواری صلاحیت اور مسابقت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔ محدود وسائل کے ماحول میں جہاں PSDP بھی محدود ہے یہ تخمینہ لگایا ہے کہ اصلاحات کی حکمت عملی پر تسلسل سے عمل کر کے Growth Rate میں سالانہ 3 فیصد اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

29۔ جہاں ہمارے ترقیاتی پروگرام کے تحت انفراسٹرکچر کی تعمیر جاری رہے گی (اس پر بھی میں بعد میں تفصیل سے بات کروں گا) تاہم ابھی مجھے ہماری Jobs and Growth Strategy کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ہے۔

☆ ہمیں پیداواری صلاحیت کی پیائش اور بہتری کو ترجیح بنانا ہوگا۔ انتظامی اصلاحات سے آغاز کرتے ہوئے اس شعبہ کو کارکردگی کی بنیاد پر استوار کیا جائے گا اور پیشہ ورانہ management کے ذریعہ سرکاری شعبہ میں خدمات کی فراہمی پر توجہ دی

جائے گی۔

☆ سرکاری اداروں میں اصلاحات اور منتخب اداروں کی نجکاری سے اس شعبہ کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے میں مدد ملے گی جبکہ نجی شعبہ کی سرمایہ کاری کے لیے مزید گنجائش بھی پیدا کی جا سکے گی۔

☆ موثر قوانین اور آزادانہ مواقع کی مدد سے فعال مارکیٹس تشکیل دی جائیں گی جو نجی سرمایہ کاری حاصل کر سکیں۔

☆ ہم بہتر انتظام اور آزادانہ تعمیراتی قواعد وضوابط کے ذریعے اپنے شہروں کا تجزیہ کرتے ہوئے تعمیرات، Warehousing, Retail، تفریح، Hospitality اور ٹرانسپورٹ سمیت مختلف شعبوں کی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

☆ نوجوانوں کو معیشت کے ہر شعبے میں بھرپور مواقع دیے جائیں گے ہم اپنے شہروں میں نوجوانوں کی کاروباری صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کی اُمید رکھتے ہیں۔

میڈم سپیکر!

30۔ یہ ایک بڑا اصلاحاتی ایجنڈا ہے لیکن اس کا وقت آ چکا ہے۔ اس ایجنڈا پر عملدرآمد کے لیے ہمیں مختلف وزارتوں اور صوبائی و ضلعی حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کرنا ہوگا۔ اگر ہم اس پر عملدرآمد میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ہم نہ صرف اپنے Growth Rate کو 7فیصد تک لے جانے کے قابل ہو جائیں گے بلکہ ہم اپنے نوجوانوں کی بڑی تعداد کو مفید مواقع بھی فراہم کر سکیں گے۔ یہ کام بہت پہلے کیا جانا چاہیے تھا۔

بجٹ حکمت عملی 12-2011

میڈم سپیکر!

31۔ رواں سال کے دوران معاشی استحکام کا تسلسل ہماری اولین ترجیح ہوگا۔

- ☆ مالیاتی خسارے کو مزید کم کیا جائے گا۔
- ☆ مالیاتی استحکام کے تسلسل کے ذریعے ہم افراط زر کی شرح کو Single Digit کی سطح پر لانے کے لیے پر اُمید ہیں۔
- ☆ اپنی ترقیاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وسائل میں اضافہ کا وسیع، مساویانہ اور مستحکم نظام وضع کیا جائے گا۔
- ☆ ہم Untargeted Subsidies کے خاتمہ کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے معاشرے کے کمزور طبقات کے لیے سماجی تحفظ کے پروگرام کو برقرار رکھیں گے اور اس کو مزید ترقی دیں گے۔
- ☆ خسارے میں جانے والے اداروں کی تشکیل نو کو تقویت دی جائے گی۔
- ☆ ہمیں ضرورت کے مطابق کچھ اداروں کی نجکاری یا خاتمہ کے جرأت مندانہ فیصلے بھی کرنا ہوں گے۔
- ☆ ضروری انفراسٹرکچر اور انسانی وسائل کی ترقی کے لیے سرکاری شعبہ کے ترقیاتی پروگرام کے ذریعہ سرمایہ کاری کی جائے گی۔
- ☆ قرضوں کو Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act میں متعین کردہ 60 فیصد کی حد سے کافی نیچے لایا جائے گا۔

میڈم سپیکر!

32۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ہم مالیاتی خسارے کو GDP کے 3 فیصد کے طویل المدتی ہدف تک لانے کے لے کوشاں رہیں گے۔ یاد رہے کہ گذشتہ برس مالیاتی خسارہ GDP کا 6.3

فیصد تھا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ شدید ترین سیلاب، تیل کی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے اور غذائی اجناس کی گرانی کے باوجود ہماری کوششوں سے مالیاتی خسارہ GDP کے 5.1فیصد تک آ گیا ہے۔ میڈم سپیکر! 12-2011 کے بجٹ میں بجٹ خسارے کا ہدف 4 فیصد ہے۔ یہ ہدف ہمیں قرضوں میں کسی حد تک کمی کا موقع دے گا۔ کیونکہ اس سال ہمارا خسارہ قرضوں کی ادائیگی کی ضروریات سے کم ہونے جا رہا ہے۔

میڈم سپیکر!

33 ۔ مہنگائی کے خلاف لوگوں کی شکایات سے ہم آ گاہ ہیں۔ ہم نے افراط زر کی شرح کو کم کرنے کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے۔ سٹیٹ بنک ایکٹ میں ترمیم کے ذریعے جس کی منظوری اس معزز ایوان نے دی ہے، ہم نے سٹیٹ بنک سے قرض لینے کا سلسلہ روکنے کا پہلے ہی وعدہ کیا ہے۔ ہم 8 سال کی مدت میں سٹیٹ بنک کے قرضے بھی واپس کر دیں گے۔ ان کوششوں کے ذریعے Monetary Policy کے اس دور کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جس پر Fiscal Policy حاوی ہوتی تھی۔

میڈم سپیکر!

34۔ اسی دوران ہم لوگوں پر مہنگائی کا بوجھ کم کرنے کے لیے مختلف انتظامی اقدامات بھی کر رہے ہیں۔

(i) ہم نے مناسب قیمتوں پر مستحکم رسد کو یقینی بنانے کے لیے گندم اور چینی جیسی اجناس کی فراہمی کو یقینی بنایا ہے۔

(ii) رمضان المبارک جیسے مواقع پر کم آمدنی والوں کے لیے خصوصی پیکجز دیے گئے۔

(iii) ہمارے 7 ہزار سے زائد یوٹیلٹی سٹورز اور اتوار و جمعہ بازاروں میں مناسب قیمتوں پر ضروری اشیاء فراہم کی جا رہی ہیں۔

(iv) ذخیرہ اندوری، مصنوعی قلت اور گراں فروشی کو روکنے کی خاطر رسد اور قیمتوں کی نگرانی

حکومت مختلف Levels پر کر رہی ہے۔

(v) توانائی کی قیمتیں کم رکھنے کے لیے حکومت نے کئی سو ارب کی سبسڈی دی۔

(vi) سب سے بڑھ کر یہ کہ Inflation کو کم کرنے کے لیے حکومتی اخراجات پر سختی سے کنٹرول کیا گیا تاکہ سٹیٹ بنک سے Borrowing کم سے کم کی جا سکے۔

توانائی کے شعبہ میں اصلاحات

میڈم سپیکر!

35۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ untargeted subsidies کے خاتمہ کے بغیر Budgetary Control نامکمل ہو گا۔ خاص طور پر ہمارے بجلی کے نظام کو Subsidy کے بغیر موثر انداز میں کام کرنا ہو گا اور بجلی کی قیمت اُس کی پیداواری لاگت کے مطابق کرنی ہوگی۔علاوہ ازیں ٹیکس گذاروں کو ان اداروں کی انتظامیہ کی نااہلی کی قیمت نہیں چکانی چاہیے۔

36۔ حکومت نے صارفین کے لیے بجلی کے کم نرخ یقینی بنانے کے لیے گذشتہ تین برس کے دوران بجلی کے شعبہ کے لیے ایک ہزار ارب روپے کی Subsidy دی، حکومت نے اس شعبہ میں Circular Debt کو کم کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے جن میں 400 ارب روپے کی ادائیگیوں کی ذمہ داری لینا، PEPCO کے واجبات کی ادائیگی کو بہتر بنانا اور قیمتوں میں فرق کو کم کرنے کے لیے استعداد میں اضافہ شامل ہیں۔

37۔ حکومت NEPRA کو نرخوں میں ماہانہ Fuel Adjustment Notify کرنے کا اختیار دے کر انتظامی نگرانی کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ NEPRA کو بھی پیشہ ورانہ طور پر بہتر بنایا جا رہا ہے تاکہ وہ جولائی میں PEPCO کی تحلیل کے بعد Decentralized نظام

چلا سکے۔ اس کے علاوہ ہم توانائی کی بچت (Energy Conservation) کے پروگرام بھی شروع کر رہے ہیں۔ تاکہ ملک میں توانائی کی طلب کو قابو میں رکھا جا سکے۔

38۔ اس حکومت نے بجلی کی پیداوار میں 2 ہزار میگاواٹ کا اضافہ کیا ہے اور اس سال مزید 1400 میگاواٹ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

میڈم سپیکر!

39۔ اصلاحات کا یہ عمل تبھی مکمل سمجھا جانا چاہیے جب ہماری ڈسٹی بیوشن کمپنیاں (DISCOs) اور پیداواری کمپنیاں (GENCOs) آزاد تجارتی اداروں کی طرز پر پیشہ ورانہ انداز میں کام کرتے ہوئے اپنے نقصانات پر قابو پائیں۔ اپنے بل جمع کریں اور اپنے صارفین کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔ اپنی قیادت کی مہربانی سے ہم نے اس سمت میں سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ وزیراعظم نے تشکیل نو کے عمل کی ابتدا کرتے ہوئے Professional Board of Directors تشکیل دے دیئے ہیں۔ کابینہ کی کمیٹی برائے تشکیل نو نے Board of Directors کے ضابطہ اخلاق اور CEOs اور CFOs کی تقرری کے قواعد کی منظوری دے دی ہے۔ بجلی کی ان کمپنیوں کا انتظام چلانے کے لیے نجی شعبہ کو آگے لانے کی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔

سرکاری اداروں میں اصلاحات

میڈم سپیکر!

40۔ سرکاری اداروں کی نااہلی نے ہماری حیثیت کو متاثر کیا ہے۔ ان کی فوری طور پر تشکیل نو کی جانی چاہیے۔ تشکیل نو سے متعلق کابینہ کمیٹی نے Professional Board of Directors اور Professional Management کی تقرری کی بنیاد پر تشکیل نو کا ماڈل تیار کیا ہے۔

میڈم سپیکر!

41۔ 8ڈسٹری بیوشن کمپنیوں، National Transmission and Dispach Co.(NTDC)، پاکستان سٹیل ملز، اور پاکستان ریلوے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تشکیل نو سمیت پیش رفت ہوئی ہے۔ بجلی کے شعبہ اور سٹیل ملز کی بحالی کے منصوبوں پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اس طرح ہم ان اداروں میں خسارے کا سبب بننے والے عوامل پر قابو پا ئیں گے۔ میڈم سپیکر! آئندہ برس بھی ہمیں اصلاحات کے اس عمل کو بھرپور قوت کے ساتھ جاری رکھنا ہو گا۔ PIA، PASSCO، یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن اور TCP کی تشکیل نو بھی جاری ہے۔ بجٹ پر بوجھ کم کرتے ہوئے سرکاری خدمات کی فراہمی کو بہتر بنانا نہایت ضروری ہے۔

میڈم سپیکر!

42۔ تشکیلِ نو کی کوششوں کے ساتھ ساتھ کابینہ کمیٹی برائے نجکاری نے مختلف سرکاری اداروں کے سٹاک مارکیٹ میں اندراج اور سرکاری و نجی شعبہ کی شراکت کی بنیاد پر نجکاری کی نشاندہی کی ہے۔ سٹیٹ لائف، نیشنل انشورنس، سٹیل ملز، پی آئی اے، پی ایس او ، OGDCL، PPL اور بنکنگ اداروں کے اندراج، Public Offering اور نجکاری سے حاصل ہونے والے وسائل نہ صرف ہمارے مالیاتی مسائل سے قطع نظر ترقی اور دیگر ایسی ضروریات کے لیے درکار فنڈز کی فراہمی میں مدد دیں گے۔ اس کے علاوہ اِن اقدامات سے ہماری مارکیٹوں کو ایک بار پھر فعال بنانے کے علاوہ بین الاقوامی سرمایہ کاروں کی پاکستان میں دلچسپی بھی بڑھے گی۔ میڈم سپیکر! کئی ممالک نے اپنی معیشت کی ترقی کے لیے نجی شعبے کو اس میں شامل کیا، ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے۔

سماجی تحفظ

میڈم سپیکر!

43۔ ان مشکل حالات میں بھی ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے نظریات

پر کاربند رہے اور معاشرے کے پسماندہ اور کمزور طبقات کا خیال رکھا۔ ہمارے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو Development Partners کی جانب سے پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ پروگرام عالمی معیار کے مطابق سروے اور Score Cards کے ذریعہ غریبوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اِس میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے بدعنوانی کے امکانات کو محدود کیا گیا۔ اس پروگرام میں مالیاتی شعبہ کی بھی بڑے پیمانے پر شمولیت ہے۔ کیونکہ Subsidy بنکاری نظام کے ذریعے فراہم کی جا رہی ہے۔ رواں سال کے دوران ہم نے ایسے خاندانوں کو ماہانہ ایک ہزار روپے کی مدد دینے کے لیے 35 ارب روپے خرچ کیے اور آئندہ سال ہم اس رقم کو کم از کم 50 ارب روپے تک لے جائیں گے۔ اور مزید مالی وسائل دستیاب ہونے پر 65 ارب تک لے جائیں گے۔ BISP کے علاوہ وفاقی اور صوبائی سطح پر حکومت متعدد دوسرے پروگرام بھی چلا رہی ہے جن میں بیت المال، چھوٹے قرضوں کی فراہمی کے لیے PPAF، EOBI ، ورکرز ویلفیئر فنڈ اور زکوۃ شامل ہیں۔ جن کے ذریعے کم آمدنی والے خاندانوں کی مدد کی جا رہی ہے۔

ترقیاتی پروگرام

میڈم سپیکر!

44۔ اب میں حکومت کے ترقیاتی پروگرام کی طرف آتا ہوں، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ ایک بہت مشکل سال تھا جس میں دستیاب وسائل متاثرین سیلاب کی بحالی اور ریلیف کے چیلنجوں سے نمٹنے کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ بجلی پر غیر متوقع Subsidies دینا پڑیں۔ بجٹ خسارہ جس کا 8 فیصد سے تجاوز ہو جانے کا خدشہ تھا اُسے قابو میں رکھنے کے لیے ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی ناگزیر تھی۔ وفاقی سطح پر ترقیاتی منصوبوں کو 290 ارب روپے سے کم کر کے 196 ارب اور صوبائی منصوبوں کو 430 ارب سے کم کر کے 270 ارب روپے پر لایا گیا۔ اس طرح مجموعی ترقیاتی پلان 720 ارب کی بجائے 466 ارب ہو گیا۔

45۔ واضح طور پر یہ کوئی اطمینان بخش حل نہیں تھا لیکن خسارے پر قابو پانے کے لیے نوٹ چھاپنے جیسے طریقے اختیار کرنا ہمارے عوام بالخصوص کمزور طبقات پر تباہ کن اثرات کا حامل ہوتا۔

46۔ نئے مالی سال کے لیے قومی اقتصادی کونسل نے 730 ارب روپے کے سالانہ ترقیاتی پلان کی منظوری دی ہے۔ جس میں وفاقی PSDP کا حجم 300 ارب روپے اور صوبائی ترقیاتی پلانز کا حجم 430 ارب روپے ہے۔

47۔ اب میں وفاقی PSDP کی ترقیاتی ترجیحات کے بعض اہم نکات پر روشنی ڈالوں گا۔ اس میں منصوبوں کی تکمیل، علاقائی توازن، اہم انفراسٹرکچر بالخصوص توانائی کی فراہمی، اعلیٰ تعلیم، اور صحت کے شعبوں میں وفاقی پروگراموں کا تسلسل جو کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد بھی وفاقی سطح پر برقرار رہے گا، شامل ہیں۔

48۔ قومی اقتصادی کونسل نے مختلف شعبوں میں اہم Allocations کی منظوری دی ہے اُن میں

(الف) سب سے پہلے، ہم نے ترقیاتی پلان کا 96 فیصد جاری منصوبوں کے لیے مختص کیا ہے تاکہ مجموعی حجم میں کم سے کم مالیاتی ذمہ داری کو آگے منتقل کیا جائے۔ انفراسٹرکچر اور بیرونی معاونت والے منصوبوں کو ترجیح دی گئی ہے۔

(ب) انفراسٹرکچر کے شعبے کے لیے 55 فیصد جبکہ سماجی شعبہ کے لیے44فیصد فنڈ مختص کیے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ ان شعبوں کی صوبوں کو منتقلی کے باوجود سماجی شعبہ کے لیے مختص فنڈز اب بھی بہت زیادہ ہیں۔ چونکہ وفاقی حکومت نے لیڈی ہیلتھ ورکرز، حفاظتی ٹیکوں اور خاندانی منصوبہ بندی جیسے قومی سطح کے بعض قومی پروگراموں کے اخراجات خود برداشت کرنے سے اتفاق کیا ہے۔

(ج) انفراسٹرکچر میں پانی کے شعبے کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زرعی پیداوار اور پیداواری صلاحیت دونوں میں نمایاں اضافہ کی ضرورت ہو گی۔ دستیاب وسائل کے بہتر استعمال کے لیے آبی تحفظ پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے مستقبل کا انحصار ملک میں آبی وسائل کے شعبہ میں بنیادی تبدیلیوں پر ہے۔ موجودہ بجٹ میں ہم نے 33.2 ارب روپے پانی کے شعبہ کے لیے مختص کیے ہیں جو PSDP کا 12 فیصد ہے۔ Mangla Raising منصوبے کی تکمیل کے علاوہ کثیرالمقاصد Sadpara Dam، Gomal Zam Dam، Kachhi Canal، Rainee Canal، Lower Indus Right Bank Irrigation and Drainage، Balochistan Effluent Disposal in to RBOD، میں Sehawan سے سمندر تک توسیع اور سندھ میں نہروں اور کھالوں کو پکا کرنے جیسے اہم منصوبے اس پروگرام کا حصہ ہیں۔

(د) انفراسٹرکچر میں دوسری ترجیح بجلی کے شعبے کو دی گئی تاکہ اس شعبہ کی خامیوں کو دور کیا جا سکے اور طلب اور رسد میں توازن قائم کیا جا سکے۔ بجلی کے منصوبوں کے لیے 32.5 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ واپڈا اور پیپکو اپنے وسائل سے 83 ارب روپے کی اضافی سرمایہ کاری کریں گے۔ یہ سرمایہ کاری ملک سے لوڈ شیڈنگ کے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد دے گی۔

(ہ) بجلی کے شعبے میں متعدد اہم منصوبے اس PLAN کا حصہ ہیں، جن میں Diamir Bhasha Dam کے لیے 18 ارب روپے، ایک ہزار میگاواٹ کے Neelum Jehlum Hydro Project کے لیے 10.8 ارب روپے، Guddu Combined Cycle Power Project کے لیے 14.6 ارب روپے اور 525 میگاواٹ کے چیچو کی ملیاں تھرمل پاور پراجیکٹ کے لیے 13.9 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 600 میگاواٹ پیداواری صلاحیت

کے حامل جوہری منصوبوں چشمہ تھری اور چشمہ فور پر کام کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے لیے 15.5 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ منصوبے ملک کی بڑھتی ہوئی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

(و) ٹرانسپورٹ اور مواصلات کے شعبے کے لیے 50 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے 35 ارب روپے NHA اور ریلوے کے لیے 15 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ز) صحت و تعلیم اب صوبائی امور ہیں تاہم وفاقی حکومت نے ان شعبوں کی کچھ اہم ذمہ داریاں رضاکارانہ طور پر قبول کی ہیں مثال کے طور پر صحت کے شعبہ میں حفاظتی ٹیکوں کے توسیعی پروگرام ، لیڈی ہیلتھ ورکرز، بنیادی صحت کے پروگرام اور زچہ و بچہ کی صحت کے قومی پروگرام جیسے قومی منصوبوں کے لیے 15 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ منصوبے ہماری خواتین کی بہبود سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں جن کی ترقی قوم کے لیے بہت ضروری ہے۔ تعلیم کے شعبہ میں HEC وفاقی حکومت کی مالیاتی ذمہ داری رہے گی اور اس کے تمام جاری اخراجات اور ترقیاتی پروگراموں کے لیے رواں سال میں 40 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بہبود آبادی کے پروگرام کے لیے بھی وفاقی حکومت 4 ارب روپے فراہم کرے گی۔

(ح) فاٹا ، گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر جیسے خصوصی علاقوں میں ترقی کے لیے 28 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ط) ارکان پارلیمنٹ کی سفارش پر انفراسٹرکچر کی چھوٹی سکیموں پر مشتمل پیپلز ورکس پروگرام کے لیے 33 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ترقیاتی حکمت عملی کے تحت ہم بڑے شہروں میں انفرانسٹرکچر میں سرمایہ کاری کریں گے۔

بالخصوص رواں سال کراچی اور لاہور میں ماس ٹرانزٹ (Mass Transit) منصوبے شروع ہونے کی امید ہے۔

سرکاری ملازمین کے لیے ریلیف

میڈم سپیکر!

49۔ حکومت نے گزشتہ برس Basic Pay کے 50 فیصد کے مساوی Ad-hoc ماہانہ الاؤنس کی منظوری دی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈیکل الاؤنس اور پنشن میں بھی اضافہ کیا گیا تھا۔ مشکل مالیاتی صورتحال کے باوجود حکومت سرکاری ملازمین اور پینشنروں کو درپیش مشکلات سے آگاہ ہے۔ سرکاری ملازمین کو ریلیف فراہم کرنے کیلئے سول ملازمین اور مسلح افواج کے ارکان کے لیے یکم جولائی 2011 سے درج ذیل اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔

(i) یکم جولائی 2002 کو یا اس کے بعد ریٹائر ہونے والوں کی پنشن میں 15 فیصد جبکہ 30 جون 2002 کو یا اس سے پہلے ریٹائر ہونے والوں کی پنشن میں 20 فیصد اضافہ کی تجویز ہے۔

(ii) گریڈ ایک تا 15 کے تمام سرکاری ملازمین اور ان کے مساوی مسلح افواج کے ارکان کے موجودہ کنوینس الاؤنس میں 25 فیصد اضافہ کی تجویز ہے۔

(iii) تمام سول ملازمین اور مسلح افواج کے ارکان کو ان کی تعیناتی کے مقام سے قطع نظر Conveyance Allowance مقرر کردہ شرح سے ملے گا۔

(iv) گریڈ ایک تا 15 کے ملازمین کے مختلف الاؤنسز میں اضافہ کی تجویز ہے۔

(v) یکم جولائی 2009 تک دیئے گئے تمام Adhoc Relief Allowances کو 2008 کے Basic Pay Scales میں ضم اور نئے Pay Scale متعارف کرانے کی تجویز ہے۔

(vi) گریڈ 20 تا 22 کے وفاقی حکومت کے ملازمین کو حاصل Transport

Facility کی Compulsory Monetization کی تجویز ہے۔

میڈم سپیکر!

50۔ حکومت کے اخراجات کو کم کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام اخراجات کا تفصیلی جائزہ لے کر یہ جانا جائے کہ کون سے اخراجات عوامی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہیں۔ لہذا حکومت ایک کمیشن تشکیل دے رہی ہے جو تمام اخراجات کا جائزہ لے گا اور ان میں اصلاحات کی سفارشات کرے گا۔

51۔ حکومت کی سطح تک مختلف شعبوں میں تنخواہوں میں بہت بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کو دور کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس سارے نظام کی ازسرِ نو تشکیل کی جائے۔ لہذا ایک دوسرا کمیشن اس مقصد کے لیے تشکیل دیا جا رہا ہے۔

52۔ یہ دونوں کمیشن آئندہ بجٹ سے پہلے اپنی سفارشات حکومت کو ارسال کر دیں گے۔

حصہ دوم

میڈم سپیکر!

53۔ مالی سال 11-2010 کے نظرثانی شدہ تخمینہ جات مالی سال 12-2011 کے بجٹ تخمینہ جات کے نمایاں خدوخال پیش کرتا ہوں۔

(i) نئے مالی سال میں وفاقی بجٹ کا مجوزہ Outlay 2504 ارب روپے ہے۔ جو رواں سال سے 12.3 فیصد زیادہ ہے۔ خالص وفاقی محاصل کا تخمینہ 1529 ارب روپے ہے۔ اس طرح بجٹ کا خسارہ 975 ارب روپے رہنے کا امکان ہے۔

ساتویں NFC ایوارڈ کے تحت صوبوں کو زیادہ محاصل کی منتقلی کے باعث ان سے 125 ارب روپے کا Fiscal Surplus متوقع ہے۔ اس طرح مجموعی مالیاتی خسارہ 850 ارب روپے ہوگا۔ جو GDP کا 4 فیصد ہے۔

(ii) مجموعی وفاقی محاصل (Tax and Non Tax) کا تخمینہ 2732 ارب روپے ہے۔ FBR کی طرف سے وصولی کا تخمینہ 1952 ارب روپے ہے جس کا GDP میں تناسب 9.3 فیصد ہے۔ ساتویں NFC ایوارڈ کے تحت صوبوں کو 1203 ارب روپے منتقل کئے جائیں گے۔ رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ کے مطابق انہیں 998 ارب روپے دیئے گئے۔

ٹیکس تجاویز

میڈم سپیکر!

54۔ اب میں ایک ایسے مسئلے کی طرف جانا چاہتا ہوں جو ہمارے بجٹ کے لیے بہت اہم ہے۔ میرا اشارہ اُس تاریخی ناکامی کی طرف ہے جس کی وجہ سے ہماری حکومتیں ملک کے بیشتر امراء

اور صاحب حیثیت لوگوں پر ٹیکس لگانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں۔ اور ہمارے ملک کی Tax to GDP ratio میں اضافہ نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے ہم خودانحصاری کی جانب نہ بڑھ سکے۔ اور ہمارے ملک کے عوام پر ایک جانب بیرونی قرضوں کا بوجھ پڑا اور دوسری جانب ہم ان کی بنیادی ضروریات تک پوری نہ کر سکے۔

میڈم سپیکر!

55۔ اگر ہم اپنی خود مختاری کے لیے حقیقتاً فکرمند ہیں، اگر ہم واقعی اپنے عوام کے لیے ایک بہتر زندگی کا تصور رکھتے ہیں، تو ہمیں خود انحصاری کی طرف جانا ہو گا۔ ہمیں اپنے ملکی محصولات میں ہر صورت اضافہ کرنا ہوگا۔ میڈم سپیکر! یہ ممکن نہیں کہ ہمارا Tax to GDP 10 فیصد سے بھی کم ہو۔ اور ہم اپنے لوگوں کی امنگیں پوری کر سکیں۔ اگر سری لنکا میں Tax to GDP ratio 14 فیصد، بھارت میں 16فیصد، ملائیشیا میں 18 فیصد اور ترکی میں 29 فیصد ہوسکتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ پاکستان کی شرح 10 فیصد سے بھی کم ہو، اور ہمارا ملک خطرناک حدتک بیرونی دنیا پر انحصار کرنے پر مجبور ہو جائے۔

میڈم سپیکر!

56۔ آیئے انکم ٹیکس کے حوالہ سے چند حقائق پر نظر ڈالیں۔

- ☆ ہماری آبادی 18 کروڑ ہے۔
- ☆ صرف 28 لاکھ افراد انکم ٹیکس کے لیے رجسٹرڈ ہیں۔
- ☆ ان میں سے بھی صرف 15 لاکھ افراد گوشوارے جمع کرواتے ہیں۔
- ☆ اور لازماً ٹیکس دینے والوں کی تعداد اس سے بھی کم ہو گی۔

میڈم سپیکر!

57۔ پاکستان میں جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت کا شکار ہے وہیں صاحب ثروت بھی بڑی تعداد میں ہیں تاہم یہ طبقہ ٹیکس نہیں دینا چاہتا۔ہمیں اس صورتحال کو ٹھیک کرنا ہوگا۔حکومت نے ایسے افراد کے بارے میں مستند معلومات جمع کر لی ہیں جو پوش (Posh) علاقوں میں بڑے بڑے بنگلوں میں رہتے ہیں،لگژری گاڑیاں استعمال کرتے ہیں، بنک بیلنس اور قیمتی اثاثوں کے مالک ہیں، جب چاہتے ہیں بیرون ملک سفر کرتے ہیں،لیکن اپنی آمدنی میں سے ایک پیسہ بھی ٹیکس ادانہیں کرتے۔ یہاں تک کہ ایسے افراد کے پاس ٹیکس نمبر بھی نہیں۔

میڈم سپیکر!

58۔ حکومت نے ایسے لوگوں کے گرد گھیرا تنگ کر لیا ہے۔ ہم نے ایسے 23 لاکھ افراد کی نشاندہی کر لی ہے اور ان میں سے پہلے مرحلہ میں ٹیکس وصولی کے لیے 7 لاکھ افراد کا انتخاب ہو چکا ہے جن میں سے 71 ہزار کو نوٹس جاری کئے جا چکے ہیں اور آئندہ 3 ماہ میں باقی سب کو بھی نوٹس جاری کر دیے جائیں گے۔ میڈم سپیکر! ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ٹیکس نہ دینے والوں کا پیچھا کریں گے، انہیں ٹیکس نیٹ میں لائیں گے اور اپنے Tax base میں اضافہ کریں گے۔ ابتدائی نتائج خاصے حوصلہ افزاء ہیں، جن افراد کو نوٹس جاری کئے گئے تھے اُن میں سے 9,687 نے گوشوارے جمع کروا دیے ہیں۔ 7484 کیسز کے عبوری تخمینہ کے مطابق 3 ارب روپے کی ٹیکس وصولی ممکن ہے۔

میڈم سپیکر!

59۔ ایک طرف جہاں حکومت ملک میں Tax base کو بڑھانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ وہیں پاکستان کے عوام کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ یہ معزز ایوان اور اس کے اراکین ٹیکس کلچر کو فروغ دینے کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے ملک کو اس راہ پر گامزن کریں۔

ہم میں سے ہر ایک پر انفرادی اور اجتماعی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم ٹیکس ادا کرنے والے معاشرے کے قیام کی کوششوں کے علمبردار بنیں۔ خدانخواستہ اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو ہم اپنی قوم کو مایوس کریں گے۔

میڈم سپیکر!

60۔ ساتویں NFC ایوارڈ اور اٹھارویں آئینی ترمیم کی منظوری کے بعد Tax Revenue میں اضافے کی ذمہ داری صوبوں کو نبھانی ہوگی۔ اس آئینی ترمیم نے جہاں صوبوں کو زیادہ خود مختاری دی ہے وہیں اُن پر مالیاتی نظم ونسق کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے۔ اس حوالے سے صوبائی حکومتوں کا وسیع تر کردار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ٹیکسوں کے مساویانہ نظام کو یقینی بنانے، زرعی آمدن، خدمات اور پراپرٹی جیسے شعبوں کو Tax Net میں لانے کے لیے آگے بڑھیں۔

میڈم سپیکر!

61۔ ہمارے ملک میں خود سے ٹیکس ادا کرنے کا کلچر عام نہیں ہے۔ ٹیکس چوری ایک بڑا مسئلہ ہے جو ٹیکس انتظامیہ کی ملی بھگت سے ہی ممکن ہے۔ میں آپ کو ملک میں ٹیکس چوری سے متعلق بعض حقائق سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

- ☆ رجسٹرڈ کارپوریٹ ٹیکس گذاروں اور withholding Agents کا صرف 50 فیصد گوشوارے جمع کرواتا ہے۔
- ☆ سیلز ٹیکس کے لیے رجسٹرڈ افراد کی تعداد صرف ایک لاکھ ہے اور اس تھوڑی سی تعداد میں سے بھی 24 فیصد ٹیکس گوشوارے جمع نہیں کرواتے۔
- ☆ Under-Invoicing اور مالیت کا کم تعین کر کے کسٹمز ڈیوٹی میں چوری کی شکایت بھی عام ہے۔
- ☆ افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کے حوالہ سے بھی شدید بے ضابطگیاں سامنے آ رہی ہیں۔

گمشدہ کنٹینرز کیس اس کے غلط استعمال کی ایک مثال ہے۔

میڈم سپیکر!

62۔ ہم نے ملک میں ٹیکس چوری اور کرپشن کی روک تھام کے لیے اقدامات کا آغاز کر دیا ہے۔ ہم نے ٹیکسوں کی مکمل وصولی کا تہیہ کر رکھا ہے۔ FBR کو متحرک کیا گیا ہے۔ اثر و رسوخ اور سیاست سے ہٹ کر سینکڑوں Posting Transfers کی گئیں۔ میرٹ ہمارا واحد معیار ہے۔ میں نے خود FBR کے تمام ملازمین و افسران پر واضح کر دیا ہے کہ اگر وہ ایمانداری ،دلجمعی اور محنت سے کام کریں گے تو میں اُن کے لیے انعامات اور بونسز کا کیس ذاتی طور پر آگے لے کر جاؤں گا۔ لیکن بدعنوانی اور کاہلی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اور ایسا طرز عمل اختیار کرنے والوں کو جانا پڑے گا۔ اس اصول پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہم اسے برداشت کر سکتے ہیں نہ ہمارا ملک کر سکتا ہے۔

میڈم سپیکر!

63۔ میں آپ کو FBR کے نئے انداز سے کام کرنے کے نتائج سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

- ☆ FBR نے نادرا سمیت مختلف ذرائع سے اعداد و شمار اکٹھے کر کے ٹیکس نہ ادا کرنے والے صاحب ثروت افراد کی نشاندہی کی۔
- ☆ FBR 7 لاکھ افراد کو ٹیکس کے دائرہ میں لانے کے لیے بھرپور کوشش کر رہا ہے۔
- ☆ FBR نے 3 ماہ کے مختصر عرصہ میں withholding tax کی کٹوتی میں 25 ارب روپے کی بے ضابطگی کا سراغ لگایا۔
- ☆ FBR نے سیلز ٹیکس میں 26 ارب روپے کی خلاف ضابطہ input

adjustment کی نشاندہی کی اور کوئی رعایت دینے یا دباؤ میں آئے بغیر ملوث کمپنیوں کے خلاف FIRs درج کروائیں۔

☆ FBR نے 3,577 کیسز میں risk based آڈٹ مکمل کیے جن سے 42 ارب روپے کی ٹیکس وصولی متوقع ہے۔ اُن میں سے 3 ارب 40 کروڑ روپے وصول بھی کر لیے گئے ہیں۔

☆ زیر سماعت کیسوں کی پیروی کی جا رہی ہے جس سے 131 ارب روپے کی وصولی متوقع ہے۔ ان کیسوں کی جلد سماعت اور 6 ماہ سے زائد مدت کے Stay Orders کی منسوخی کے لیے درخواستیں دائر کر دی گئی ہیں۔ اور اس عمل کی ماہانہ نگرانی کی جا رہی ہے۔

میڈم سپیکر!

64۔ یہ تو محض ابتدا ہے۔ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک ا یسا ادارہ جسے عوام کی تنقید و ملامت کا سامنا تھا اُسے ایک موثر اور فعال ادارے میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اگر ہم قائدانہ کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں اور اس پر عمل کریں۔ میں Tax Refund پر بعض حقائق ایوان کے سامنے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جو عوام کے لیے مستقل تشویش کا باعث ہے۔

☆ Sales Tax Refund کا نظام اپنی سست روی اور بدعنوانی کے باعث تاجروں اور دیگر Stakeholders کی تنقید کی زد میں تھا۔ یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ درست refund cheque وصول کرنے کی بھی قیمت دینی پڑتی تھی۔

☆ اس کا نوٹس لیتے ہوئے ہم نے FBR میں ستمبر 2010 میں refund cheques کی تقسیم کا مرکزی نظام متعارف کروایا۔ اور اس کے نتائج ملاحظہ فرمایئے۔

☆ ستمبر 2009 سے مئی 2010 تک 16 ارب روپے مالیت کے 13 ہزار چیک تقسیم کیے گئے تھے جبکہ رواں مالی سال کی اسی مدت میں 46 ہزار 6 سو چیک جاری کیے گئے جن کی مالیت 40 ارب روپے تھی۔

میڈم سپیکر!

65۔ میں بڑے فخر سے یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ ٹیکس گذاروں کو یہ تمام چیک نہایت شفاف انداز اور ایک پائی وصول کئے بغیر جاری ہوئے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ عزم اور نیک نیتی کے ساتھ کام کرتے ہوئے ہم ٹیکس انتظامیہ میں بدعنوانی کو بتدریج ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس سلسلہ میں ہم ٹیکنالوجی کے استعمال میں اضافہ کر رہے ہیں تاکہ ٹیکس گذار اور ٹیکس وصول کرنے والے کے درمیان غیر ضروری رابطہ کم کیا جا سکے۔

میڈم سپیکر!

66۔ FBR میں انتظامی اصلاحات کے ساتھ ساتھ ہمارے ٹیکس نظام میں بنیادی تبدیلیاں بھی ضروری ہیں۔ اس کی ایک اہم مثال سیلز ٹیکس کے موجودہ نظام کو جدید، مربوط اور اصلاح شدہ نظام میں تبدیل کرنا ہے۔ Reformed GST پر قانون سازی پارلیمنٹ سے منظوری کی منتظر ہے۔ اس کے ساتھ ہم اس سمت میں structrural reforms کو جاری رکھنے کی بھی تجویز دیتے ہیں۔

میڈم سپیکر!

67۔ مارچ 2011ء میں ہم نے سیلز ٹیکس نظام میں بعض zero ratings اور ٹیکس چھوٹ ختم کیں، ہم مزید zero ratings اور exemptions کے خاتمے کے ذریعے سیلز ٹیکس نظام میں پائے جانے والے بگاڑ کو دور کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ تاہم میں یقین دلاتا ہوں کہ سیلز ٹیکس سے متعلقہ تجاویز میں ہم نے ان شعبوں کو تحفظ فراہم کیا جن سے عام آدمی براہ راست متاثر ہوتا ہے۔

میڈم سپیکر! میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کھانے پینے کی چیزوں، تعلیم اور صحت پر سیلز ٹیکس تجویز کرنے کی خواہش مند نہیں۔ مزید یہ کہ زرعی پیداوار پر سیلز ٹیکس نہیں لگایا جا رہا۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ سیلز ٹیکس exemptions کے حوالے سے بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری بھی کی جائے اور خیراتی اداروں/عطیات کو سیلز ٹیکس قانون سے تحفظ دیا جائے۔

میڈم سپیکر!

68۔ ہم نے ٹیکس بنیاد میں وسعت اور سیلز ٹیکس نظام میں اصلاحات کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس لیے یہ اعلان میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ سیلز ٹیکس کی شرح 17 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کی جا رہی ہے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سیلز ٹیکس اصلاحات پر مکمل عملدرآمد کے بعد اس شرح میں مزید کمی کی جائے گی۔ وسیع تر اطلاق کی بنیاد پر اس کمی کے نتیجے میں قیمتیں کم ہوں گی، عام آدمی کو ریلیف ملے گا۔ اور صنعت وتجارت کے شعبوں میں کاروباری لاگت بھی کم ہو گی۔

میڈم سپیکر!

69۔ یہ بجٹ پاکستان میں مستقبل کی ٹیکس اصلاحات کا vision پیش کرتا ہے۔

☆ ہم مساویانہ ٹیکسوں پر یقین رکھتے ہیں۔ استثنیٰ کی حد سے زائد آمدنی کے حامل معیشت کے تمام شعبوں اور افراد کو ٹیکس کے دائرہ کار میں لایا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں، زرعی آمدنی پر ٹیکس، خدمات پر سیلز ٹیکس اور پراپرٹی پر ٹیکس کی وصولی کو بہتر بنانے کے لیے ہم صوبوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ میں وفاقی سطح پر ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو ٹیکس کے دائرہ میں لانے اور ٹیکس چوری کم سے کم کرنے کی کوششوں کا پہلے ہی تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔

☆ ہمارے vision کے مطابق ٹیکس نظام کو سادہ بنانے کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم تجویز کرتے ہیں کہ بہت سے ٹیکسوں پر مشتمل نظام کو ترک کرتے ہوئے

صرف تین اہم ٹیکسوں یعنی انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹیز کو برقرار رکھا جائے۔

میڈم سپیکر!

70۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ

☆ تمام special excise duties کے خاتمے کی تجویز پیش کی جا رہی ہے۔

☆ اس وقت 46 اشیاء فیڈرل ایکسائز کی فہرست میں شامل ہیں جن میں سے 15 کو اس فہرست سے نکالنے کی تجویز ہے۔

☆ 397 اشیاء جن پر ریگولیٹری ڈیوٹی عائد ہے صرف 5 کو چھوڑ کر باقی تمام پر ریگولیٹری ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز ہے۔ لگژری گاڑیوں، سگریٹ، اسلحہ، چھالیہ اور سینٹری ویئر/ٹائلز پر ریگولیٹری ڈیوٹی برقرار رہے گی۔

☆ سیمنٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 3 سال میں ختم کی جائے گی۔ اس کی موجودہ شرح 700 روپے فی میٹرک ٹن ہے۔ پہلے برس اسے کم کر کے 500 روپے فی میٹرک ٹن تک لایا جا رہا ہے۔ آئندہ 2 برس میں یہ ڈیوٹی برابر اقساط میں مکمل طور پر ختم کر دی جائے گی۔

☆ اس کے علاوہ Beverages پر بھی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا مرحلہ وار خاتمہ کیا جائے گا۔ اس سال اس کو کم کر کے 6 فیصد تک لایا جا رہا ہے۔ جبکہ آئندہ برس اسے مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا۔

71۔ مذکورہ بالا اقدامات کے نتیجہ میں محاصل میں ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے یہ اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

☆ GST میں مخصوص exemptions اور zero ratings کا خاتمہ۔

☆ سگریٹ پر عائد Federal Excise structure پر نظرثانی۔

☆ کمرشل امپورٹرز پر Value Added ٹیکس کی شرح کو 2فیصد سے بڑھا کر 3فیصد کیا جائے گا۔

☆ موثر نگرانی اور Risk Based Audits کے ذریعے ٹیکس قوانین پر عملدرآمد کو بہتر بنانا۔

میڈم سپیکر!

72۔ ٹیکس گذاروں کو ٹیکس قوانین پر مکمل عملدرآمد کی ترغیب دینے کے لیے مختلف سکیمیں زیرغور ہیں۔ رسیدیں حاصل کرنے والے صارفین کو سیلز ٹیکس رسیدوں پر انعامات دینے کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔اس طرح ہم اپنے شہریوں کے ساتھ شراکت داری قائم کرتے ہوئے اُنہیں اس بات کا ذمہ دار بنانا چاہتے ہیں کہ اُن کا ادا کردہ ٹیکس withholding Agents کے ذریعے چوری نہ ہو۔

میڈم سپیکر!

73۔ سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے اس بجٹ میں کئی اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔ جن میں نجی قرضوں کے لیے بنیادی رقم کو بڑھانا، سرمائے کی بنیاد پر شروع کیے گئے منصوبوں پر خصوصی مراعات، BMR، موجودہ پیداواری صلاحیت میں اضافہ اور Capital Market کی growth کے اقدامات شامل ہیں۔

میڈم سپیکر!

74۔ مجھے بنکاری شعبہ اور مالیاتی مارکیٹ کی نمو کے مجوزہ مالیاتی اقدامات بیان کرنے کی اجازت دی جائے۔

☆ کاروباری اور Non-Residents کی حوصلہ افزائی کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ کی غرض سے نجی قرضوں کی بنیادی رقم کو بڑھانے کی خاطر گورنمنٹ

سیکیورٹیز کے منافع پر انکم ٹیکس کی شرح 10 فیصد ہو گی جو کہ مکمل طور پر Full and Final ہو گی۔

☆ بنکوں سے نقد رقوم نکلوانے پر withholding tax کی شرح 0.3 فیصد سے کم کر کے 0.2 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

☆ گذشتہ سال ہم نے کمپنیوں کو سٹاک ایکسچینج میں اپنے اندارج کے سال میں 5 فیصد tax credit فراہم کیا، رواں سال یہ شرح بڑھا کر 15 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

☆ سالانہ Turnover پر کم سے کم ٹیکس ایڈجسٹمنٹ کی حد 3 سال سے بڑھا کر 5 سال کرنے کی تجویز ہے۔

75۔ بچت کو فروغ دینے کے لیے یہ اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں۔

☆ IPOs اور رضا کارانہ پنشن فنڈز کے حصص میں سرمایہ کاری کے لیے tax credit کی شرح 5 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

☆ رضا کارانہ پنشن سکیم میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے 5 لاکھ روپے کی حد کو ختم کیا جا رہا ہے۔

برآمدات کو فروغ دینے کے لیے

☆ مقامی اداروں کی طرف سے بین الاقوامی tenders کے حصول میں کامیابی بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی نہایت اہم ہے۔ اس لیے بین الاقوامی tenders کے لیے اشیاء کی فراہمی کو برآمدات تصور کرنے کی تجویز ہے۔

میڈم سپیکر!

76۔ ہم عام آدمی کے روز مرہ اخراجات میں ہونے والے اضافہ سے آگاہ ہیں اور اس کے

ساتھ ہمیں ضرورتمندوں کی مالی مدد اور بچوں کی پرورش کرنے والے خاندانوں کو معاونت کی فراہمی کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بار پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے کہ

☆ GST کی شرح کو 17 سے کم کر کے 16 فیصد کیا جا رہا ہے۔

☆ Special Excise Duty کو ختم کیا جار ہا ہے۔ بعض فیڈرل ایکسائز ڈیوٹیز بالکل ختم کی جا رہی ہیں جبکہ دیگر کو مرحلہ وار ختم کیا جائے گا۔

☆ حکومت نے قابل ٹیکس آمدنی کی کم از کم حد 3 لاکھ سے بڑھا کر 3لاکھ 50 ہزار روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم 3 لاکھ سے زائد آمدنی کے گوشوارے جمع کرانے ہوں گے تاکہ ٹیکس قوانین پر عملدرآمد کو فروغ دیا جا سکے۔ 10 لاکھ روپے تک آمدنی کے لیے Wealth Statement جمع کرانا لازم نہیں ہو گا۔ اس وقت یہ حد 5 لاکھ روپے ہے۔

☆ کسی بھی چیز پر کسٹم ڈیوٹی میں اضافہ نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ 31 Categories کے لیے کسٹم ڈیوٹی کو کم اور آسان بنایا جا رہا ہے۔

☆ ادویہ سازی کی صنعت میں استعمال ہونے والی 22 ضروری خام اشیاء پر کسٹم ڈیوٹی میں خاطر خواہ کمی کی جا رہی ہے۔ یہ خام مال Anti-biotic, Anti-allergic, Anti-diabetic اور TB کی ادویات کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔

☆ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے بھی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ وعدہ کے مطابق سیلاب کے باعث لگائے گئے ٹیکسوں کی مدت میں کوئی توسیع نہیں کی جا رہی۔ ان میں انکم ٹیکس پر 15 فیصد سرچارج اور Special Excise Duty میں 1.5 فیصد اضافہ شامل تھے۔

☆ 397 میں سے 392 اشیاء پر Regulatory Duty کا خاتمہ

میڈم سپیکر!

77۔ ہمارے ملک کو سمگلنگ اور Under Invoicing جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ بعض درآمد کنندگان کی جانب سے افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کی سہولت کا غلط استعمال ملکی مارکیٹ میں بگاڑ پیدا کر رہا ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ افغانستان پاکستان ٹرانزٹ ٹریڈ معاہدہ پر دستخط ہو چکے ہیں۔ جس کے تحت اشیاء پرواجب الادا ٹیکس کے برابر مالی ضمانت (Financial Guarantees) جمع کرانا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ضمانت کی یہ رقم افغان کسٹمز سے معلومات کے موازنہ اور تصدیق کے بعد ہی قابل واپسی ہو گی۔

☆ کنٹینرز کی نقل و حرکت کی نگرانی کے لیے وزن کرنے والے کانٹے،سکینرز اور Tracking Post جیسے اقدامات کی مدد لی جائے گی۔

☆ افغان ٹرانزٹ، اشیاء کی نقل و حرکت کی موثر مانیٹرنگ اور inventory control کے لیے ٹرانسپورٹ سہولیات کوصرف این ایل سی کی جانب سے کرائے پر حاصل کردہ customs bonded گاڑیوں تک محدود کیا گیا ہے۔

☆ معلومات کے تبادلے کی غرض سے طورخم اور چمن میں Electronic Data interfacing machanism نصب کیا جا رہا ہے۔

☆ درآمدی اشیاء کی مالیت کے تخمینہ کے لیے قومی سطح پر Data Base قائم کیا گیا ہے جوکم ظاہر کی گئی مالیت کی آن لائن تصدیق کرتا ہے۔

میڈم سپیکر!

78۔ میں نے مالی سال 12-2011 کے لیے ٹیکس اقدامات کے اہم نکات پیش کر دیے ہیں۔ مکمل تفصیلات فنانس بل میں فراہم کی گئی ہیں۔

میڈم سپیکر!

79۔ میں اور میری ٹیم صدر آصف علی زرداری ، وزیراعظم یوسف رضا گیلانی ، کابینہ کے ارکان، اور دیگر حکومتی اراکین کی رہنمائی اور مدد پر ان کے شکرگزار ہیں۔ یہ سال مشکل رہا لیکن ہماری کوششوں کے نتائج بھی سامنے آئے۔ مشکلات کے باوجود ہم نے طوفان سے نکل کر پرسکون پانیوں کی طرف سفر شروع کر دیا ہے۔ تاہم اب بھی معاشی استحکام اور Growth کو برقرار رکھنے اور اس میں بہتری لانے کے لیے بہت کچھ کرنا ہے۔

80۔ اس سال کے دوران درپیش چیلنجوں کا مل کر مقابلہ کرنے کے لیے ہم نے سب سے تفصیلی مشاورت جاری رکھی، اس کے ساتھ ساتھ ہم نے تمام پالیسی امور پر اپنے اتحادیوں اور حزب اختلاف سے بات چیت میں شفاف طرزعمل اپنایا۔ اس حوالے سے میں اپنی سیاسی اتحادی جماعتوں ANP ، MQM اور PML(Q) سے اظہارتشکر کرتا ہوں۔ میں اور میری ٹیم نے چیمبر آف کامرس سمیت سول سوسائٹی کے مختلف اداروں اور Forums کے ساتھ مشاورت سے بھرپور استفادہ کیا، میں یہاں اکنامک ایڈوائزری کونسل(EAC) اور Revenue Advisory Council کے ماہرین کی کاوشوں کا خاص طور سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم سپیکر!

81۔ جو بجٹ میں نے آج آپ کے سامنے پیش کیا وہ بظاہر Ambitious لیکن حقیقت پسندانہ ہے۔ یہ وسط مدتی Macro Economic حکمت عملی سے مزین ہے جو نجی شعبہ کی بھرپور سرمایہ کاری کے لیے سازگار ماحول پیدا کرے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس بجٹ اور حکمت عملی پر عملدرآمد سے مالیاتی نظم ونسق کی بنیادوں کو مضبوط کیا جاسکے گا۔ جس کا ہمیں عشروں سے انتظار تھا۔ اور جو معیشت کو بلند و پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا۔

میڈم سپیکر!

82۔ ہم نے آپ کے سامنے اصلاحات کا پرعزم پروگرام پیش کیا ہے جو شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید محترمہ بینظیر بھٹو کے غربت سے پاک اور خوشحال پاکستان کے خواب کی تعبیر کے لیے ضروری ہے۔ ہمیں خود کو ان کا حقیقی جانشین ثابت کرنا ہے۔

میڈم سپیکر!

83۔ ہمارے عوام اس وقت سکیورٹی چیلنجز ، اقتصادی مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور اپنے تشنہ خوابوں کی تعبیر چاہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم سب اپنے عوام کی ترقی وخوشحالی کے لیے اپنے سطحی اختلافات کو ایک طرف رکھ دیں گے۔ ایک متحد پارلیمنٹ ہی اس پروگرام کی تکمیل کو یقینی بنا سکتی ہے جو آج ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ حالیہ بحران سے نکل کر 7 فیصد سالانہ ترقی کی بلند شرح کی سمت تیزی سے سفر کے لیے اتحاد و یگانگت کی ضرورت ہے تا کہ ہم اپنے نوجوانوں کو بہتر مستقبل دے سکیں۔

84۔ آیئے ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے اُس عزم میں حصہ دار بنیں جنہوں نے اس قوم کی تشکیل کی اور اُسے اکیسویں صدی میں لے جانے کے چیلنج کو قبول کیا، ہمیں قائداعظم کے اس سنہری اصول کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا:

> ''سماجی انصاف سے ہم آہنگ انداز میں عائد کئے گئے مساویانہ ٹیکسوں سے اس قدر محصولات جمع ہو جائیں گے جو ایک اچھے طرز حکمرانی کی مالی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ہمیں دنیا کے کسی بھی بہترین ملک بلکہ دنیا کے نقشے پر موجود کئی خودمختار ممالک سے بہتر ریاست بنا سکیں گے۔''

85۔ میڈم سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پاکستان پائندہ باد